نعیم الرحمٰن ناصف☆

# خلافت وآمریت، ایک تقابلی جائزہ

جمہوریت کی صحبت نے دنیا پر اس قدر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں کہ جدید دنیا یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ بجز جمہوریت کے کوئی دوسرا نظام سیاست ایسا ہے جو اقوام عالم کو عدل وانصاف، امن وسلامتی اور دیگر حقوق انسانی کی ضمانت دے سکے۔ جمہوری دنیا عقیدہ رکھتی ہے کہ زندگی کے ہر تشنہ پہلو کی سیرابی جمہوریت کی بدولت ہی ممکن ہے اس کے ماسوا تمام نظام ہائے سیاست کسی نہ کسی پہلو سے ناقص اور ناقابل عمل ہیں۔ اس فکری دھندلاہٹ نے جہاں باشندگانِ مغرب کو تاریک نگری میں رکھا ہوا ہے وہاں کافی حد تک مسلمانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ نتیجتاً آج کا مسلمان بھی سیاسی میدان میں جمہوریت کو اس سے کم درجہ دینے اور دوسرے کسی بھی نظام سیاست کو قابل عمل ماننے پر تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر غیر جمہوری ریاست کو جمہوریت کی طرف پیش رفت کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور اسے پسماندگی سے عروج کے ارتقائی سفر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسی طرح دیگر تمام نظام ہائے سیاست کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اس کی منفی تصویر کشی کی جاتی ہے تاکہ عالم انسانی کی توجہ جمہوریت سے دیگر نظاموں کی طرف نہ بٹے۔ ایسی ہی صورت حال آج اسلام کے سیاسی نظام کو درپیش ہے، کبھی اسے بادشاہی نظام سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کبھی آمریت سے، کبھی اسے پاپائیت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی حقوقِ انسانی کے دشمن کے طور پر۔

ہم ذیل کی بحث میں اس حوالے سے اپنی معروضات پیش کریں گے کہ آمریت اور خلافت واَمارت کی بنیادیں باہم مشترکہ ہیں، جیسا کہ پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، یا اصولی طور پر بالکل مختلف۔

☆ فاضل کلیۃ الشریعۃ، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

## آمرانہ طرزِ حکومت کے خدوخال

آمرانہ طرزِ حکومت اور خلافت واَمارت کے درمیان کسی بھی طور پر موافقت اور مماثلت نہیں ہے جس کی بناء پر اسلامی نظام حکومت کو سیاسی گالی دی جا سکے، دونوں کے مقاصد، اُصول وضوابط اور اندازِ فکر ایک دوسرے سے یکسر مختلف ہے۔ان کے باہم موافق ہونے کی رائے علمی کم مائیگی اور کوتاہ نظری سے تو قائم کی جاسکتی ہے کسی علمی بنیاد پر نہیں۔اس موضوع پر معمولی سا مطالعہ رکھنے والا شخص بھی بخوبی واقف ہے کہ دونوں نظام ہائے سیاست میں باہم کتنا بعد اور دوری ہے۔ بہر صورت ہم یہ فرق واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ پروپیگنڈے کے عالم میں بسیرا کرنے والے حقائق کی دنیا سے بھی لطف اندوز ہوں۔

### اہلیت

آمرانہ طرزِ حکومت میں اہل ونااہل کا سوال ہی عبث ہے، کیونکہ یہاں تو 'جس کی لاٹھی اس کی بھینس' کا اصول چلتا ہے۔ ہر وہ شخص اہل ہے جس کی پاس اقتدار پر قابض ہونے کی قوت موجود ہے۔ تعلیمی قابلیت، اخلاقی پختگی اور حسن سیرت لایعنی چیزیں ہیں انہیں آمریت میں کوئی مقام حاصل نہیں۔ بلکہ ایسی چیزیں تو آمر کے اقتدار پر قابض ہونے سے مانع ہیں جو غیر قانونی وغیر اخلاقی حرکات سے باز رہنے کا درس دیتی ہیں۔اس لیے آپ کہہ سکتے ہیں کہ آمریت میں اہل وناا ہل کی بنیاد قوت وعدم قوت ہے۔مسولینی، ہٹلر اور نپولین سے لے کر پاکستانی ڈکٹیٹروں تک تاریخ آپ کو یہی بتلائے گی کہ آمر ہمیشہ طاقت کے بل بوتے پر اقتدار پر قابض ہوتا ہے۔ اخلاقی قوت اور دیگر اعلیٰ اقدار خال خال ہی اس میں پائی جاتی ہیں۔اس لیے کہ ڈکٹیٹر عموماً فوج کے سربراہ ہوتے ہیں جن کی تربیت ہی عسکری بنیادوں پر ہوتی ہے، انہیں یہ سبق دیا جاتا ہے کہ میدان جنگ میں رطب ویابس سب ٹھیک ہے۔ چنانچہ فوجی سربراہ اس عسکری اصول کا سیاسی استعمال کرتے ہوئے اقتدار حاصل کرنے کے لئے ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کرتے ہیں۔ بہر صورت ماحاصل یہ ہے کہ آمرانہ طرز حکومت میں اہلیت سے مراد فوجی قوت اور ہوس اقتدار ہے۔

## انتخاب امیر کا طریقہ

اس وقت دنیا میں جتنے نظام ہائے سیاست مروّج ہیں تمام میں سیاسی سربراہ کے انتخاب کا طریقہ کار موجود ہے کسی میں کثرت رائے سے، کسی میں نسبی و موروثی اعتبار سے اور کسی میں اہلیت وصلاحیت کی بنیاد پر، لیکن آمرانہ لغت میں 'انتخاب' کے لفظ کو ہی اجنبی خیال کیا جاتا ہے، کیونکہ انتخاب کا مطلب ہوتا ہے کسی قدر کی بنیاد پر کسی شخص کو باقی لوگوں میں سے چن لیا جائے جبکہ آمریت میں انتخاب کے بجائے دھونس دھاندلی چلتی ہے۔

## آمر بطور حاکم مطلق

عام نظام ہائے سیاست میں منبع قانون پارلیمانی ادارے ہوتے ہیں جو قانون سازی کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ان اداروں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق ریاست کو چلایا جاتا ہے،عدلیہ،انتظامیہ اور خود مقنّنہ اس ترتیب دیئے ہوئے قانون کی پابند ہوتی ہے۔جب کہ آمرانہ طرزِ حکومت میں منبع وماخذ قانون آمر بجائے خود ہوتا ہے۔جس کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ قانون کی سی حیثیت رکھتا ہے یعنی آمریت میں آمر کی خواہشات اور مفادات کو قانون کا نام دیا جاتا ہے۔

## بالادست اداروں کی ماتحتی

اَمارت وخلافت میں اداروں کی بالادستی کو یقینی بنایا گیا ہے۔جس پر مفصل بحث آئندہ صفحات میں،اسلامی طرزِ حکومت کے ضمن میں آئے گی، لیکن جبری واستبدادی حکومت میں تمام ادارے یعنی مقنّنہ، عدلیہ (اگر وہ موجود ہوں تو) اور انتظامیہ وغیرہ آمر کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔اس کے مفادات کا تحفظ،خواہشات کی پیروی اور جذبات کی تسکین ان کی آئینی فریضہ قرار پاتا ہے اس حقیقت کا ثبوت عدلیہ کی طرف سے اس وقت ملتا ہے جب وہ شخصی حکومت کو آئینی قرار دے کر عملاً اپنی ماتحتی کا اعلان کرتی ہے۔اس کی حالیہ مثال آمر پرویز مشرف کی ہے جسے عدلیہ نے مکمل آئینی تحفظ فراہم کیا اور قانون ساز ادارے اسے اپنے تمام اختیارات تفویض کر کے چپ سادھ گئے۔چنانچہ ایسے نظام حکومت میں ادارے اپنی بالادستی

کھو بیٹھتے ہیں اور جملہ اختیارات کا مالک آمر ٹھہرتا ہے۔

## اسلامی طرزِ سیاست

آیئے اب ہم آمریت کے بالمقابل اسلامی نظام سیاست کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ کن بنیادوں پر استوار ہے۔ کیا وہ آمریت کی سی طرح ہے یا اس سے مختلف ایسا نظام حکومت جو آج کی سیاسی دنیا کی مسیحائی کر سکتا ہے۔

## انتخاب امیر اور اسلام

آمریت کے مقابلے میں اسلام انتخابِ امیر کے سلسلے میں ایک جداگانہ اور صاف شفاف نظام رکھتا ہے۔ نسب، وراثت اور دھونس دھاندلی کی اس نظام میں کوئی جگہ نہیں، بلکہ یہاں میرٹ اور اہلیت سب سے نمایاں اور مقدم ہے۔ خلفائے اربعہ کا انتخاب اس بات کی نشاندھی کرتا ہے کہ انتخاب کا طریقہ کوئی بھی ہو اہلیت بہر حال بنیاد ہونی چاہیے۔ چنانچہ آمرانہ طرز کی دھونس دھاندلی کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں بلکہ اسلام تو ایسے شخص کو سخت وعید سناتا ہے جو امیر کے خلاف بغیر کسی شرعی عذر کے اقدام کرے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ لَيسَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَخْرُجُ مِنَ السُّلْطَانِ شِبرًا فَمَاتَ عَلَيْهِ اِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً» [مسند أحمد:٢٦٨٣]

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو صبر کرے اس لیے کہ یہ جو شخص بھی امیر (کی اطاعت) سے ایک بالشت کے برابر بھی الگ ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔"

حضور ﷺ نے فرمایا: چھ قسم کے لوگوں پر میں لعنت بھیجتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو زبردستی حکومت پر قبضہ کر لیتا ہے۔

[سنن الترمذي:٢٠٨٠]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"من تأمّر منكم من غير مشورةٍ من المسلمين فاقتلوه"

"جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر امیر بن گیا ہو اسے قتل کردو۔" [مصنف عبد الرزاق:۴۸۱/۵]

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء:۸۳]

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے امراء کی بھی۔"

تمام مفسرین کے نزدیک یہاں 'اولی الامر' سے مراد امراء اور حکمران ہیں۔

چنانچہ ایک طرف میرٹ، اہلیت وصلاحیت اور دوسری طرف زبردستی طاقت کے بل بوتے پر قبضہ، دونوں کے یکساں نظام سیاست ہونے کا کیسے کہا جاسکتا ہے؟ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے کہ اسلام منصب کی بنیاد اہلیت کو بناتا ہے نہ کہ جبر واستبداد کو تو آیئے دیکھتے ہیں کہ اہلیت کیا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾ [النساء:۵۸]

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس امر کا پابند کیا ہے کہ وہ اجتماعی ذمہ داریوں کو ان کے اہل افراد کے حوالے کریں اور لوگوں میں انصاف کا مرحلہ درپیش ہو تو شریعت اِسلامیہ سے ہی فیصلہ کریں۔

اسی طرح رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

«إِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا» [صحیح مسلم:۱۸۲۵]

"یہ منصب ایک ذمہ داری ہے جو روزِ قیامت رسوائی اور ندامت کا موجب ٹھہرے گی ماسوا اس شخص کے جو اس حالت میں اس پر فائز ہوا کہ وہ اس کا حق رکھتا تھا اور اس نے اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی پوری کوشش بھی کی۔"

یعنی قرآن وسنت میں اس امر کا پابند کیا گیا ہے کہ یہ (اَمارت کی) ذمہ داری ان افراد کے سپرد کی جائے جو اس کے اہل ہیں۔ آیئے اہلیت کا جائزہ لیتے ہیں۔

اسلامی ریاست میں امیر کے لیے مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہونا ضروری ہے۔

① مسلمان ہو: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ [النساء:۵۹]

② مرد ہو:﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ﴾[النساء:۳۴]

③ عادل اور صالح ہو:﴿قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ﴾ [البقرۃ:۱۲۴]

④ عالم دین ہو:﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰى اُولِی الْاَمْرِ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُ﴾ [النساء:۳۴]

⑤ بالغ ہو:﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمْ﴾ [النساء:۵]

⑥ آزاد ہو: کسی کا غلام یا قیدی نہ ہو۔ ⑦ عاقل ہو

⑧ سلیم الاعضاء ہو ⑨ دلیر اور شجاع ہو ⑩ معاملہ فہم اور ذو رائے ہو۔

⑪ امارت کی طلب اور حرص نہ رکھتا ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَمَا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّیْ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلِ اَحَدًا یَسْئَلُهٗ وَلَا اَحَدٌ حَرَصَ عَلَیْهِ»

[صحیح مسلم:۳۴۲۰]

''خدا کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو حاکم نہیں بناتے جو اس کے لئے درخواست کرے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو جو اس کی حرص رکھتا ہو۔''

دوسری روایت میں ہے:

«إِنَّ اَخْوَنَكُمْ عِنْدَنَا مَنْ طَلَبَهٗ» [سنن أبو داؤد:۲۵۴۱]

''ہمارے نزدیک تم میں سے سب سے بڑا خائن وہ شخص ہے جو اس کا خود طالب ہو۔''

ملاحظہ فرمائیں! ایک نظام حکومت مندرجہ بالا صفات کے حامل شخص کو منصب امارت کے لئے اہل قرار دے اور دوسرا صرف طاقت کو کیا دونوں میں ذرا بھی مماثلت ہے؟

## امیر کی قانونی حیثیت یا توحید حاکمیت

اسلامی ریاست میں غیر محدود اختیارات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے۔ حکم اور قانون صرف اسی کا چلتا ہے، باقی تمام کے تمام بشمول امیر کے اسی کے مطاع ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ ''حکم صرف

اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔" [یوسف:۴۵]

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾

"تو پھر کیا جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہو؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ کے حکم سے بہتر حکم کسی کا نہیں۔" [المائدۃ:۵۰]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"جو شخص بھی ایسا طرز عمل اختیار کرے جیسا کہ چنگیز نے اختیار کیا تھا تو وہ کافر ہے۔اس کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔جب تک کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے قانون کی طرف رجوع نہ کرلے اور چھوٹے بڑے ہر معاملے کا فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق کرنے کے لیے تیار نہ ہو۔" [ابن کثیر:۵۹۰/۲]

مزید فرمایا:

﴿أَفَغَيْرَ اللهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا﴾[الانعام:۱۱۴]

"پھر کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور حاکم تلاش کروں؟ حالانکہ اسی نے تم پر واضح کتاب اتاری ہے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾[المائدۃ:۴۴]

"اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ کافر ہیں۔"

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ﴾[المائدۃ:۴۵]

"اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ ظالم ہیں۔"

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[المائدۃ:۴۷]

"اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ فاسق ہیں۔"

## توحید حاکمیت کے بارے میں احادیث رسول

قرآن کریم کی طرح احادیث میں بھی اپنے تمام معاملات قرآن وسنت کی روشنی میں انجام پانے کا واضح حکم ہے۔

رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا پڑھا کرتے تھے جس کا ایک ٹکڑا یوں ہے:

«وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ» [صحیح البخاری:٦٨٣٧]

"میں تیری مدد سے بحث کرتا ہوں اور تیری وحی سے فیصلہ کرتا ہوں۔"

ابن حجرؒ نے تحاکمت کی تشریح یوں کی ہے کہ میں تمام معاملات اور تنازعات کا فیصلہ تیرے حکم کے مطابق کرتا ہوں۔ جاہلیت کے رسوم مشرکانہ پر نہیں کرتا۔"

اُم حصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع کے موقع پر سنا، تم پر ناک کٹا سیاہ فام غلام بھی امیر مقرر کیا جائے تو اس کی اطاعت کرو، بشرطیکہ يقودكم بكتاب الله" [مسلم:٣٤٢١] "وہ تمہاری قیادت اللہ کی کتاب کے مطابق کرتا ہو۔"

خلفائے راشدین میں سے بھی اسی طرزِ عمل کی مثالیں ملتی ہیں۔ جن میں سے ہم ایک کا ذکر کرتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل اس طرح کا ہوا کرتا تھا کہ

"قال حدثنا ميمون بن مهران قال كان أبوبكر إذا ورد عليه الخصم نظر فى كتاب الله فإن وجد فيه ما يقضى بينهم قضى به وإن لم يكن فى الكتاب وعلم من رسول الله في ذلك الأمر سنة قضى به فإن إعياه خرج فسأل المسلمين وقال أتاني كذا وكذا فهل علمتم أن رسول الله قضى فى ذلك بقضاء فربما اجتمع إليه النفر كلهم يذكر من رسول الله فيه قضاء فيقول أبو بكر الحمد لله الذى جعل فينا من يحفظ على نبينا"

[سنن الدارمی:١٦١]

"میمون بن مہران نے ہمیں بیان کیا کہ ابوبکرؓ کے پاس جب فریقین کوئی مقدمہ لے کر آتے تو سب سے پہلے قرآن کریم میں غور وفکر فرماتے تھے اگر اس میں اس مقدمہ کا حکم پالیتے تو اسی کے مطابق فیصلہ دے دیتے۔ اگر قرآن کریم میں کوئی واضح حکم نہ ملتا، لیکن سنت رسول میں اس معاملے کا حکم اس کو معلوم ہوتا تو اسی کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اگر وہ ان

دونوں میں کوئی حکم معلوم کرنے سے قاصر ہو جاتے تو پھر باہر نکل کر مسلمانوں سے پوچھتے کہ میرے پاس اس قسم کا مقدمہ آیا ہے کیا تم کو اس بارے میں رسول اللہ کا کوئی فیصلہ معلوم ہے؟ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ ابوبکرؓ کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو جاتی جن میں سے ہر ایک اس بارے میں رسول اللہ کا فیصلہ نقل کر دیتا تو ابوبکرؓ فرماتے: شکر ہے اللہ کا کہ اس نے ہمارے درمیان ایسے لوگوں کو زندہ رکھا ہے جن کو ہمارے نبی کی سنت یاد ہے۔"

مذکورہ بالا صراحت سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست میں قانون اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے جب کہ امیر اس کی تنفیذ کرتا ہے۔ خود کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکتا جو اللہ کے قانون سے متصادم ہو، بلکہ امیر امیر ہی تب تک رہتا ہے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی پاسداری کرے ورنہ اسے معزول کر دیا جاتا ہے۔ بہرصورت خلیفہ اور ڈکٹیٹر یا آمر اور امیر میں یہ بنیادی فرق ہے کہ آمر کی زبان سے ادا ہونے والا ہر جملہ حکم کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی وہ خود حاکم مطلق ہوتا ہے جو چاہے جب چاہے کرے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں اس کی خواہشات قانون کا درجہ پاتی ہیں۔

جبکہ امیر حاکم مطلق نہیں بلکہ حاکم مطلق صرف اللہ کی ذات ہے امیر قرآن وسنت کے دیئے ہوئے قوانین کا نفاذ کرتا ہے خود کوئی قانون وضع نہیں کر سکتا۔ اندازہ کریں، امیر و آمر، کے درمیان اتنا بعد ہے جبکہ کوتاہ نظر فتنہ بازوں کو مماثل نظر آتا ہے۔

## اداروں کی بالادستی

اسلام کے قانون اجتماعی میں ادارے فعال کردار ادا کرتے ہیں، ان کی آزادی اور بالادستی پر اسلام کسی بھی صورت میں سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں جب تک وہ قرآن وسنت کو دستور اور آئین تسلیم کرتے ہوئے اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔

مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کے حدود عمل کیا ہیں؟ ان کا باہمی تعلق کس نوعیت کا ہے؟ یہ ایک لمبی بحث کا متقاضی ہے ہم سردست مذکورہ اداروں کی بالادستی کو موضوع بحث بناتے ہوئے توجہ اس نکتے پر مرکوز رکھیں گے۔

تینوں ادارے الگ الگ شناخت رکھنے کے باوجود 'قانون' کے گرد گھومتے ہیں، ایک کا

کام نئے پیش آمدہ مسائل میں اسلام کے مزاج و مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے راہنمائی دینا اور قانون سازی کرنا ہے۔ دوسرے کا کام ان قوانین کے مطابق فیصلے کرنا اور تیسرے کا کام ان کی تنفیذ کرنا ہے۔ یعنی تینوں اداروں کا موضوع قانون ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ اسلام کس طرح قانون کو بالادستی دیتا ہے؟

قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور عدل وانصاف پر دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾[النساء:۵۸]

''اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ﴾[الشوری:۱۵]

''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔''

اِرشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾ [المائدة:۹]

''اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی ناانصافی پر برانگیختہ نہ کرے عدل کرو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے۔''

مذکورہ آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام بے لاگ انصاف کا داعی ہے۔ کسی بڑے، چھوٹے، کالے، گورے، یا نیک بد کو امتیازی حیثیت حاصل نہیں۔ عہد نبوی اور خلفاے راشدین کے ادوار میں اس کی عملی نظائر ملتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے پاس جب مخزومی قبیلے کی چور عورت کی سفارش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ وَيَتْرُكُوْنَ الشَّرِيْفَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا» [صحیح البخاری:۶۷۸۹]

''تم سے پہلے جو اُمتیں گزری ہیں وہ اسی لیے تباہ ہوئیں کہ وہ لوگ کمتر درجے کے مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دیتے تھے اور اونچے درجے والے کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔''

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ کا باہم اختلاف ہو گیا دونوں اس وقت کے قاضی حضرت زیدؓ کے پاس فیصلے کی غرض سے پہنچے۔ حضرت زیدؓ نے اٹھ کر حضرت عمرؓ کو اپنی جگہ پر بیٹھنے کو کہا، لیکن وہ حضرت ابی بن کعبؓ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے اپنا دعویٰ پیش کیا اور حضرت عمرؓ نے دعویٰ سے انکار کیا۔ اب قانون وقاعدے کے مطابق قاضی کو حضرت عمرؓ سے قسم لینا تھی، لیکن حضرت زیدؓ نے تامل کیا تو حضرت عمرؓ اٹھے اور خود ہی قسم اٹھائی اور حضرت زیدؓ سے کہا کہ اے زید! تم قاضی بننے کے قابل نہیں ہو سکتے جب تک تمہارے نزدیک عمر اور ایک عام مسلمان برابر نہ ہو۔ [سنن الكبرى للبيهقي:۱۰/۱۳۶]

اسی طرح حضرت علیؓ کا ایک غیر مسلم کے ساتھ نزاع ہوا جس کے پاس حضرت علیؓ نے اپنی تلوار دیکھی تھی تو فیصلہ قاضی کے پاس گیا قاضی نے شہادت پیش نہ کر سکنے کی وجہ سے فیصلہ حضرت علیؓ کے خلاف دے دیا۔

اسی طرح کے اور بھی نظائر موجود ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام اداروں کی برتری کا قائل ہے۔ شخصیات کی نہیں جبکہ آمرانہ طرز حکومت میں آمر ہی مقننہ ہے وہی عدلیہ اور وہی انتظامیہ۔

## حرفِ آخر

مذکورہ تقابلانہ جائزہ سے ان کوتاہ نظر دانش بازوں کو از سرِ نو اپنی تحقیق کا جائزہ لینا چاہیے جو صرف چند سطحی اُمور کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسلامی نظام حکومت کو آمریت سے مماثل قرار دیتے ہیں، اپنی علمی کم آہنگی، عدم واقفیت اور جہالت کو اسلام کے پلڑے میں ڈالنے کے بجائے اسلام سے واقفیت کی جانب توجہ دینی چاہیے تاکہ نہ خود بھٹکیں اور نہ عوام الناس کو تاریکی میں رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

*......*......*

# 'تفہیم ایڈیشن' کا اجرا

ادارہ رُشد جملہ پہلوؤں سے خود کو وسعت دینے کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے، اس وسعت کی حالیہ کاوش 'تفہیم ایڈیشن' کا اجرا ہے۔ یہ ماہنامہ رُشد کا الحاقی شمارہ ہوگا جو اسی طرز پر جاری کیا گیا ہے۔ اس کا علمی وتحقیقی معیار رُشد کی بہ نسبت کم اور اُسلوب بیان آسان اور عام فہم ہے۔اس کے مدیر عبدالباسط بلوچ اور نائب مدیر محمود سیاف ہوں گے۔ 'تفہیم ایڈیشن' کے اجرا کا مقصد منہج سلف، فکر صحیح اور دین اسلام کی آسان اسلوب میں ترویج واشاعت ہے تاکہ ہر سطح کے قارئین قرآن وسنت کی صحیح تعبیر وتشریح سے معرفت حاصل کرسکیں۔

ماہ رواں سے اس ایڈیشن کا باقاعدہ اجرا کیا جا رہا ہے۔اس ماہ کے مضمون نگار اوران کی تحریروں کے عنوان درج ذیل ہیں:

| اسماء گرامی | موضوع |
|---|---|
| فواد بھٹوی | ضعف ایمان کے اَسباب اوران کا علاج |
| عبدالرحمٰن شاکر | زندگی کے خوفناک انجام کے اسباب |
| اشفاق طاہر | ماہ محرم الحرام اوراس کی بدعات |
| عبدالرؤف بشیر | سیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ |
| محمد رفیق تونسوی | كل نفس ذائقة الموت |
| انوارالحق | انبیا علیہم السلام اوران کا مشن |
| ظفر احمد ظفر | مثالی اُستاد |

*......*......*